13464-اولاد پر کتنا خرچہ کرنا واجب ہے اور اس کی حد کیا ہے ؟

سوال

اولاد پر خرچہ کا کیا حکم ہے اور خرچہ کی حد کیا ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ

اما بعد :

علماء کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ چھوٹے بچے جن کے پاس مال نہ ہو اس وقت تک ان کا نفقہ و خرچہ والد کے ذمہ ہے جب تک وہ بالغ نہیں ہوجاتے ۔

ابن منذر رحمہ اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں :

ہمیں اہل علم میں سے جتنے بھی یاد ہیں ان سب کا اس پر اجماع ہے کہ ان بچوں کا خرچہ جن کے پال مال نہیں والد کے ذمہ ہے ، اور اس لیے بھی کہ اولادہ انسان کا ایک حصہ ہے اور والد کے جگر کا ٹکڑا ہے ۔

لھذا جس طرح اس کا اپنے آپ اور گھر والوں پر خرچہ کرنا واجب ہے اسی طرح اپنے بعض یعنی اولاد اور اپنی اصل یعنی ماں باپ پر خرچ کرنا بھی واجب ہے ۔ دیکھیں المغنی (171/8) ۔

بچوں پر خرچہ کرنے میں کتاب و سنت اور اجماع دلیل اور اصل ہے ۔

کتاب اللہ کے دلائل :

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

{اگر تمہارے کہنے سے وہی دودھ پلائیں تو تم انہیں ان کی اجرت دے دو} الطلاق (6) ۔

اس آیت میں اللہ تعالی نے رضاعت کی اجرت والد کے ذمہ واجب کی ہے

اور ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالی کا فرمان ہے :

{اور جن کے بچے ہیں ان کے ذمہ ان کا روٹی کپڑا ہے جو دستور کے مطابق ہے} البقرۃ (233) ۔

سنت نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دلیل :

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ھند رضی اللہ تعالی عنہا کو فرمایا :

.{جتنا تمہیں اور تمہارے اولاد کو اچھے طریقے سے کفایت کرے وہ لے لیا کرو}. صحیح بخاری حدیث نمبر (5364) صحیح مسلم حدیث نمبر (1714)۔

اوراجماع کی دلیل اوپر بیان کی جا چکی ہے ۔

علماء کرام کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ چھوٹے بڑے بچوں کا خرچہ اس وقت تک والد کے ذمہ ہے جب تک وہ مستغنی نہیں ہوجاتے ۔

علماء کرام اس پر متفق ہیں کہ والد پر اس بیٹے کا کوئی خرچہ لازم نہیں جس کے پاس مال ہواوروہ مستغنی ہواگرچہ وہ عمر میں چھوٹا ہی کیوں نہ ہو۔

اوراس پر بھی متفق ہیں کہ بیٹا جب بالغ ہوجائے اورکمانے پر قادر ہوتووالد پر اس کا خرچہ لازم نہیں ۔

علماء کرام کا اس میں اختلاف ہے کہ اگر بیٹا فقیر اوربالغ ہولیکن کمانے کی قدرت نہ رکھے تواکثر علماء کرام کا خیال ہے کہ والد کے ذمہ اس کا خرچہ نہیں اس لیے کہ وہ کمائی کرنے کی قدرت وطاقت رکھتا ہے ۔

اورکچھ علماء کرام کا کہنا ہے کہ بیٹا اگر فقیر اوربالغ ہوچاہے وہ کمانے کی قدرت وطاقت رکھے والد پر اسکا خرچہ واجب ہے ۔

اس میں وہ دلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمان لیتے ہیں :

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ھند رضی اللہ تعالی عنہ کوفرمایا تھا : اپنے اوراپنے بچوں کی کفایت جتنا مال لے لیا کرو) ۔

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فرمان میں بالغ اور صحیح کو مستثنی نہیں کیا، اوراس لیے کہ وہ بیٹا فقیر ہے جس کی بنا پر وہ خرچہ کا مستحق ہے کہ غنی والد اس پر خرچہ کرے جیسا کہ اگر بیٹا اندھا ہو یا مستقل مریض ہو۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی سے پوچھا گیا :

والد غنی اورمالدار اوراس کا بیٹا تنگ دست ہو توکیا غنی والد اپنے تنگ دست بیٹے پر خرچ کرے گا ؟

توشیخ الاسلام بن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی کا جواب تھا :

جی ہاں اگر بیٹا فقیر ہواورکمائی کرنے سے عاجزاوروالد مالدار ہوتو بیٹے پر بہتر اوراچھے طریقے سے خرچہ کرنا لازم ہے ۔ اھ یہ مختصر لکھا گیا ہے

دیکھیں مجموع الفتاوی الکبری (363/3) اورمجموع الفتاوی (105/34) ۔

علماء کرام کا اس پر بھی اختلاف ہے کہ اگر بیٹی بالغ ہوجائے توکیا والد کے ذمہ اس کا خرچہ ہے کہ نہیں ؟

اکثر علماء کرام کہ کہنا ہے کہ شادی تک اس پر خرچہ لازم ہے ، اوریہی قول اقرب الی الصواب ہے اس لیے کہ وہ کمائی کرنے سے عاجز ہے ، واللہ اعلم ۔

علماء کرام کے کلام کا مجمل طور پر مفہوم یہی ہے ، آپ کچھ نصوص اوران کے دلائل جن سے علماء کرام نے استدلال کیا ہے مندرجہ ذیل کتب میں دیکھ سکتے ہیں :

علماء شافعیہ : کتاب الام (340/8)

علماء مالکیہ : المدونۃ(263/2)اور تبیین المسالک شرح تدریب المسالک(244/3)۔

علماء حنفیہ : المبسوط(223/5)۔

علماء حنابلہ : المغنی ابن قدامۃ(171/8)۔

واللہ اعلم.